

فليش بيك

بچہ۔ جال بچے کے چہرے کے آگے۔ پھر تیوں کا جال بلینک ہیں میں ابھرتا ہے۔ ہینڈل پر بچے کا ہاتھ۔ جال حرکت میں آتا ہے۔ مگر اس مرتبہ بچہ بھی سکریں پر آتا ہے۔ سلو موشن میں صرف دو قدم بھاگتا ہوا۔

فليش بيك ختم

کیمروں جال پر مگراب جہاں سورج تھا۔ وہاں جال کے پچھے عالشہ کھڑی ہے۔ اس طرح کہ سورج نظر نہیں آتا۔ ہاتھ میں ایک پیالی ہے۔ بالکل بے حس و حرکت کھڑی ہے۔

عالشہ:- (مسکرا کر۔ وہ بے حد خوب صورت لگ رہی ہے) کیا تمہارے ادمریسرے درمیان یہ جال ہمیشہ حاصل رہے گا؟

صابر:- پھر عالشہ کو جال کے پچھے دیکھ کر حیران رہ جاتا ہے۔

صابر:- عالشہ تم اتنی سو برسے پہاں کیا کر رہی ہو؟

عالشہ:- (پیالی اونچی کر کے) چینی لینے آئی تھی۔ خالہ جان باورچی خلنے میں ناشتہ تیار کر رہی تھیں۔ کہنے لگیں صابر صحن میں بیٹھا ہوگا۔ اسے کہو ناشتہ کر لے آج اسے انٹر دیو کے لیے جانا ہے۔

صابر:- ہاں آج مجھے پھر انٹر دیو کے لیے جانا ہے۔

عالشہ:- (جال کو نخاٹتھ ہوتے) اسے سمیٹ کر اندر رکھ آؤ؟

صابر:- (ترشی سے) نہیں!

عالشہ:- جال جھسوڑ دیتی ہے۔

عالشہ:- پچھلی مرتبہ میں نے غصتے میں جانے تھیں کیا کیا کہہ دیا... تھیں

ڈکھ ہوگا... مجھے بھلی افسوس ہے۔ لیکن صابر... سورج کی جانب پرداز
کرنے سے ہمیشہ پر جل جاتے ہیں... تم....

صابر : - درک رک کر، میرے پر مومن کے نہیں ہیں عالشہ!

عالشہ : - تمہاری ڈگریاں، تعریضی اسناد، قابلیت۔ سب مومن کے پرہیں صابر، انہیں
زمانے کی حدت سلکا کر خاک کر سکتی ہے۔ ہاں اگر تم زمانے کا ساتھ دو، اور
زمانے میں تمہارے والدین، میری ائمہ اور میں... عالشہ سب شامل ہیں۔
تو ہی مومن کے پر تپھر کے بن سکتے ہیں۔ کبھی نہ پگھلنے دائے....

صابر : - (سر ہلاکر) پتھر کے پر دن سے تم پرداز تو نہیں کر سکتے۔

عالشہ : - ہاں! لیکن وہ تمہیں اتنی بلندی پر بھی نہیں لے جاتے جہاں سے گر کر تم
اپنے آپ کو چکنا چور کرو۔

مال کی آواز آتی ہے۔

مال : - صابر بیٹے ناشتا کرو، دیر ہو رہی ہے۔

صابر اٹھتا ہے۔ ایک نظر جاں پر ڈالتا ہے۔ پچھے کھڑی عالشہ مسکرا رہی ہے۔

سین نمبر ۹

منظر میا کا سبیٹ۔ دہی کمرہ۔ صرف دو گرسیاں ایک سرے پر اور ایک دوسرے
سرے پر۔ انٹرول یو چاری ہے۔ آواز نہیں ہے۔ صابر موڈب ہو کر بیٹھا ہے۔ کبھی کبھاڑ زبردستی
کی مسکراہٹ چہرے پر لانا ہے۔ جو فوز راجھ جاتی ہے۔ بار بار سر ہلاٹانا ہے۔ جیسے بس سرا
بس سرکھہ رہا ہو۔ انٹرول یو ختم ہوتا ہے۔ انٹرول یو والے دو شخص سرگزشیوں میں تباہ لے خیال
کرتے ہیں۔ پھر ایک صابر سے مخاطب ہوتا ہے۔

شخص ۱ : - تھینک یوم شر صابر! ہمیں افسوس ہے کہ آپ سیلان ایگزیکٹو کے لیے
مزدور نہیں ہے۔ اکھانس کر، لیکن اگر آپ پسند کریں تو ہم آپ کو سینر

لکر کرنے کے لیے تیار ہیں۔

صابر کا مسکرا آپھرہ بخیدہ ہو جاتا ہے، جیسے وہ اپنی کامیابی کے بارے میں یقین رکھتا تھا۔۔۔ چھرے پر مایوسی۔۔۔

شخص تر:- اور وہ بھی صرف اس لیے کہ آپ کے والد کے ایک جانے والے نے آپکی سفارش لی تھی۔

صابر بالکل STUN ہو جاتا ہے۔

شخص تر:- کیونکہ آپ کو ہماری آفر منظور ہے؟

کیمروں صابر کے چھرے پر کلوز ہوتا ہے۔ وہ سخت ذہنی کشنکش میں مبتلا ہے۔ مایوسی جھنجھلا ہٹ، شکست کا تاثر۔

فلمیش بیک

BLANK SPACE - اس میں تیلیوں کا جال ابھرتا ہے۔ دستے پہ بچے کی مٹھی۔ ایک بچہ۔ سلو موشن میں۔ بھاگتا ہوا۔ افق پر سورج۔ وہ جال لیے اس سورج کو جال میں پکڑنے کی کوشش کر رہا ہے۔ سورج جال کے عین درمیان میں آتا ہے۔ پہاں منظر ساکت ہو جاتا ہے۔ پھر ایک جھٹکے سے منظر حرکت میں آتا ہے۔ جیسے سورج جال سے نکل گیا ہے۔ بچہ پھر بھاگ رہا ہے ہنستا ہوا۔ سورج کا پیچھا کرتے ہوتے۔ جال میں پھر ایک مرتبہ سورج نظر آتا ہے۔ منظر پھر ساکت ہو جاتا ہے۔ دوبارہ ایک جھٹکے کے ساتھ حرکت۔ اسی طرح چار پانچ مرتبہ۔ آخری بیٹھ میں بچہ سورج کاٹے والیں جا رہا ہے۔ ناکام!

فلمیش بیک ختم

سین نبراء

صابر ڈرائینگ روم میں داخل ہوتا ہے۔ باپ ٹھنے سے منہ اٹھا کر اس طرف کھلتا ہے۔ ماں کپڑا سببے سینے سراو پر اٹھا کر دیکھتی ہے۔ اس کے فریب بیٹھی ہوئی رہتی ہے۔ ہن صوفیہ پر لیٹی ایک رسالہ پڑھ رہی ہے۔ صابر کو دیکھ کر اٹھا ٹھنے ہوتی ہے۔ صابر آہستہ آہستہ چلتا ڈرائینگ روم سے نکلتا ہے۔ پہاں وہی موسیقی جو منظر میں تھی۔ صحن میں داخل ہوتا ہے۔ تارہ پر جال لٹک رہا ہے۔ تھکے ہاتھوں سے جال سمیٹتا ہے۔ واپس ڈرائینگ روم میں آتا ہے۔ جال کو کارنس پر پہلے کی طرح پھیلا دیتا ہے۔ سب لوگ اس کی جانب دیکھ رہے ہیں۔ انتہائی دکھ کے ساتھ۔ جال پھیلا کر پہچھے ہٹلنے لگتا ہے۔ اور پھر نظرِ عالیہ کی تصویر پر پڑتی ہے، جو جال کے پہچھے آگئی ہے۔ عالیہ کو ایک نظر دیکھتا ہے۔ جال اٹھا کر تصویر نکالتا ہے۔ اور اسے جال کے آگے کارنس پر رکھ دیتا ہے۔ کمیرہ تصویر پر کھوز رہتا ہے۔ پس منظر میں جال۔

○ پانی کا قیدی

ایک مونتاڑ۔ روشن دین ماشکی، دبلا پتلا اگر منبوط جسم کا مالک۔ عمر تقریباً چالینس برس تمام ماشکیوں کی طرح پانی ڈھوتے ہوئے پاؤں سے ننگا رہتا ہے۔ تمد، گرتہ اور لگڑی جو صافے کا کام بھی دیتی ہے۔

۱۔ طویل سیر ہیاں جن کا آخری سر انظر نہیں آتا۔ البتہ ایک روشنی ہے۔ جو اس بات کا پتہ دیتی ہے کہ بالآخر یہ ختم ہوتی ہیں۔ روشن بھری ہوئی مشک اٹھاتے اور پر دیکھتا ہے اور پھر ایک عزم کے ساتھ چڑھتے گلتا ہے۔ چال میں اندر ش نہیں، بھر پور استقامت ہے وہ آخر تک جا کر روشنی میں گم ہو جاتا ہے۔

۲۔ مختلف مکانوں کی سیر ہیاں، وقت صبح کا بازار میں چھپڑ کا دیگر رہا ہے۔ صحنوں میں جلوائی کی دکان۔ بڑے بڑے مشکے بھر رہا ہے۔ مختلف برتن مثلًا گھرے، صڑا جیاں، دیگریاں بھر تی چلی جاتی ہیں اور ہیاں سے کمیرہ ایک بلڈنگ سماں پر جاتا ہے۔ روشن کی مشک ریٹوں پر خلی ہو رہی ہے.... ادھر چند مزدور بنیادوں پر کام کر رہے ہیں.... روشن نکلے پر جاتا ہے۔ پاس ہی مکان کا مالک یا ٹھیکیار چار پانی پر بیٹھا ہے۔

روشن :- ڈیڑھ بجئے میں میں منت، میں ملک جی؟

ملک :- دگھڑی دیکھ کر، ہاں... روشن وقت کا تجھے پتہ ہوتا ہے تو پوچھنا کیوں
ہے بار بار؟

روشن :- ہم دیہاتی لوگ کچے کوٹھوں پر اترتے سایوں سے اندازہ لگائیتے ہیں ملک
جی... پر شہر میں آگر سب غلط علاط ہو جاتا ہے.

ملک :- مگر یہ تو ساری پکی آبادی ہے روشن دین۔ یہاں....

روشن :- ہم دیہاتی شہر آتے ہیں ملک صاحب تو وہ کچے کوٹھے بھی ہمارے ساتھ
چلے آتے ہیں۔ ہمارے جسم کا ایک حصہ بن کر، پھر ہمارے اندر ملک ٹک
شروع ہو جاتی ہے۔ ہمیں اندازہ ہو جاتا ہے کہ کیا وقت ہو گیا ہے.

ملک :- پھر تو تمہیں پانی سے دور رہنا چاہیئے روشن دین، کہیں وہ کچا کوٹھا
ڈھنے نہ جائے۔

روشن :- نہیں ملک جی وہ تو آپ کے کچے چوباروں سے بھی زیادہ پکا ہے۔ اس
کی بنیاد پی ٹری مفبوط ہیں.

ملک :- اپنی بنیادیں مضبوط رکھ اور ادھر ہماری بنیادیں سوکھ رہی ہیں.

روشن :- میں اچھی طرح چھڑکا دکر آیا ہوں ملک جی۔ اینٹیں بھی ترکر دی ہیں اب
اجازت دیں مجھے دیرہ ہو رہی ہے۔

ملک :- روزانہ ڈیڑھ دو گھنٹے کے لیے کہاں چلا جاتا ہے اس وقت.

روشن :- اپنی پیاس س بُجھانے ملک جی۔

اس درد ان ایک تھیلے سے جوتے لکال کر پہن لیتا ہے۔

— C T —

ایک انگریزی میڈیم شاندار سکول۔ جھٹی ہو رہی ہے۔ بچے یونیفارم پہنے باہر نکل
رہے ہیں۔ چند خوابیں ولے بھی دکھائے جاتے ہیں۔ جن کے گرد پتوں کا ہجوم ہے۔

روشن انتظار کر رہا ہے۔ ایک بچہ نکلتا ہے، بہت سمارٹ۔ وہ روشن کی طرف آتا ہے۔ روشن اسے اٹھا کر چلنے لگتا ہے مگر بچہ اپنے صراحت سردی کی وجہ کرنے پے تارنے کو کہتا ہے۔ پھر روشن کے ساتھ پلا جاتا ہے۔

— ۶۷ —

ایک گٹھی پانگجانِ محدث۔ ایک بوس یہ کواٹ دن والا دردرازہ۔ روشن اور بچہ آتے ہیں۔ روشن نالا کھول کر اندر جاتا ہے۔ دو چار پائیں۔ ایک کے چاروں طرف بچے نے کتابوں اور اخباروں میں سے تصویریں کاٹ کر چیپاں کر رکھی ہیں۔ دہان وہ اپنا کتابوں والا چھوٹا سوٹ کیس رکھتا ہے۔ ایک طرف گھڑیں کا سینڈ ہے۔ جس پر پانچ چھوٹے گھڑے رکھے ہیں۔ روشن آگے بڑھ کر گھڑے کے اوپر ٹکے گلاس کو اٹھا کر پانی دالتا ہے اور بچے کی طرف بڑھتا ہے۔ سب گھڑے بھرے ہوئے ہیں۔

روشن :- پی سے بیٹھے پیاس لگی ہے ناں؟

بچہ :- (ناگواری سے) اتنی سردی ہیں؟

روشن :- سردی ہو یا گرمی جسم تو خشک ہوتا رہتا ہے ناں۔ ہمارے بزرگوں کا (خود گستاخ بہرتا ہے) کہنا ہے کہ پانی کا ایک گھونٹ تھکاوٹ کو، غصے کو، نفرت کو سرد کر دیتا ہے۔ اور یہ کرتا ہے بیٹھے۔ تجھے گرم گرم دُودھ لادوں حلواں سے؟

بچہ :- نہیں آبا۔ تجھے کام پر واپس جانے میں دیر ہو جائے گی۔ میں خود پی آؤں گا روٹی کھانے کے بعد۔

روشن :- د ایک پیٹلی کھولتا ہے، ٹھنڈی نہ ہو گئی ہوں۔ آلوکی مکیاں لا پا ہوں۔ تمہارے لیے۔

بچہ :- آج پھر دہی مکیاں....

روشن :- میں شام کو جلدی آجاؤں گا تو دونوں پاپ بیٹھا مل کر بھجوہ بنالیں گے۔

بچہ :- اے آبادہ بھی تو آلوکی ہوگی ...

روشن :- تو پھر داپسی پر میں شلغم لے آؤں گا۔ چادل بھی ہیں، ابال ہیں گے۔

بچہ :- ادھر حلود بھی آپا؟

روشن :- ہاں۔ تم نے یاد کھا آج جمعرات ہے۔

بچہ :- آباجب آپ چھوٹے ہوتے تھے تو آپ بھی حلود کھایا کرتے تھے؟

روشن :- بس عید بقر عید پر ... اُن دنوں چینی تو ہوتی نہیں تھی رگڑ کا بناتے تھے۔ میری ماں بناتی تھی۔

بچہ :- بہت مزیدار ہوتا ہوگا ماں کا بنایا ہوا۔

روشن :- دچونک کر، نہیں بس ایسا ہی ہوتا تھا جس طرح کا ہم بناتے ہیں، ہم تو چینی سے بناتے ہیں۔ لے اپ تو جلدی سے ردھی کھائے۔ تھوڑی دیر آرام کر کے پھر اطمینان سے بیٹھ کر گھر کا مکرنا۔

بچہ :- (فیس کا روڈ آگئے کر کے) اب اکل فیس بھی جمع کر دانی ہے۔

روشن :- تو کردار دیں گے۔ مالدار لوگ ہیں، ہم۔ اس مرتبہ تنی ہے؟

بچہ :- پچھتر دیپے ...

روشن :- دس روڈ پے بڑھ گئے؟

بچہ :- کھیلوں کے پیے چندہ ہے۔

روشن :- بیٹا تو کھیلا دیلامست کر بس کتابوں میں ہی وہیان رکھ۔

بچہ :- آپا وہ کھلاتے کہاں ہیں۔ صرف چندہ لیتے ہیں۔

روشن :- رب ان کا بھلا کرے جو کرتے ہیں اچھا کرتے ہیں۔ بہر حال میں تو چالیس پھر سے لگاؤں تو دس روڈ پے جمع ہوتے ہیں (سوچ کر) یا رہ یہ نہیں ہو سکتا کہ میں نیس دینے کی بجائے تمہارے سکول میں پانی بھرا یا کروں۔ پچھتر

رد پے سی جتنی بھی مشکیں بتی ہیں چار آنے فی پھیرا کے حساب سے۔

بچہ :- میری بے عزتی ہوگی ابا۔

روشن :- ہیں؟ کام کرنے میں بھی بے عزتی ہو جاتی ہے جیسے؟

بچہ :- پہلے ہی تمام بچے میرا مذاق اٹھاتے ہیں کہ تمہارا باپ ماشکی ہے۔

روشن :- وہ تو میں ہوں۔ میرے باپ دادا بھی یہی کام کرتے تھے۔ تم ان کو کہا کر دو کہ

تمہارے باپ بھی تو لوہا رتھ کھان اور موچی وغیرہ ہیں۔ یہ انجیشیر اور فرنج پر

والے اور شوٹور والے یہی کچھ تو ہوتے ہیں۔ (چونکہ) اودہ تین بسنے والے

ہیں۔ میں چلتا ہوں اور پیاس لگے تو... خیر... بکرے میں ہی رہنا۔

میں جلدی آ جاؤں گا۔ پھر کھانا پکائیں گے دونوں۔

بچہ :- دو درصد پینے بھی نہ جاؤں؟

روشن :- ہاں پسے۔ چاچے جلوائی کی دکان تک ہی جانا۔

پیسے نکال کر دیتے ہوئے — جو تما آثار کر بغسل میں دباتا ہے، اور دوداڑ سے سے

نکل جاتا ہے، بچہ کھانا کھانے لگتا ہے۔

— ۶۳ —

مات کا وقت۔ روشن مشک کا ندھے پر ڈالے آ رہا ہے۔ بازار خالی ہے جلوائی کی دکان بھی بند ہے۔ دروازے کے قریب پہنچ کر جو تی پہنچتا ہے۔ اندر داخل ہوتا ہے۔ بچے کا بستر خالی ہے۔ پریشان ہو کر باہر آتا ہے۔ ادھر ادھر دیکھتا ہے۔ پھر اندر جا کر تالانکالتا ہے۔ دروازے کو لگانے لگتا ہے کہ سامنے کے مکان سے فاطمہ نکلتی ہے۔

فاطمہ :- روشن یہ وقت ہے آنے کا؟

روشن :- بس کیا تباوں بہن فاطمہ... اور مراد...

فاطمہ : اندرا آ جا... .

دلنوں فاطمہ کے مکان میں جاتے ہیں۔ اندرا صراد سویا ہوا ہے۔

روشن :- اودہ شکر ہے۔ میں تو گھبرا گیا تھا۔

چاکر اس کا ماننا چوتھا ہے۔

فاطمہ :- تھوڑی دیر پہلے روتار دتا آیا تھا کہنے لگا اب انہیں آئے مجھے ڈر لگ رہا ہے۔ میں نے دم دلا سا دیا۔ کھانا کھلا دیا۔ پھر رابیاں کے ساتھ کھیلتا رہا۔ ابھی سویا ہے۔

روشن اپنی پٹولی ٹھولتا ہے جس میں شلغم ہیں۔ فاطمہ کا خادم آنکھیں ملتا ہوا آتا ہے۔

شریف :- تم بھی حد کرتے ہو روشن دین۔

روشن :- بس پانی نے پاؤں باندھ لیتے تھے۔ ٹھیکیدار ہے لگا کہ ساتھ والی کو نہیں پریمنٹر ہڑ رہا ہے۔ پھرے کے دُنگے پیسے دون گا۔ میں لایخ میں آگیا اس کی نیس بڑھ گئی ہے درندہ.....

شریف :- کتنی مرتبہ کہا ہے کہ دیر سے آتا ہو تو اسے ادھر چھوڑ جائیا کر۔

روشن :- شریف بھائی آپ کے سہارے ہی تو اسے یوں اکیلا چھوڑ کر اطمینان سے چلا جاتا ہوں درندہ روز اخبار دن میں آتا ہے کہ بچہ گھر سے نکلا در در بخیر کرے۔ اللہ در حم کرے۔

فاطمہ :- میں تو آتی جاتی جھانگ کر آتی ہوں۔ مگر پھر بھی تجھے شام ہوتے ہی لوٹ آنا چاہیئے۔

شریف :- اچھا جصلانگزارہ ہوتا ہے تم دلنوں کا، پھر کیوں لایخ کرتے ہو۔ بچے کو اکیلا چھوڑ دیا جائے تو وہ خرگوش کی طرح ہو جاتا ہے سہما ہوا۔ دبکا ہوا۔

روشن :- بس غلطی ہو گئی۔

مُراد کو اٹھاتا ہے۔

اللہ تم دلوں پر ہمیشہ خوشیوں کا مینہ برسائے۔

فاطمہ :- کھانا کھاؤ گے روشن بھائی؟

روشن :- میرے دانے پانی کا بندوبست ہے۔ مہربانی۔ اچھا ہے۔

CUT

اپنے کمرے میں لا کر مُراد کو لٹھاتا ہے۔ مُراد آنکھیں کھولتا ہے۔

مُراد :- تم سے گئے آبا۔

روشن :- (لگھے لگا کر) ہاں میری آنکھوں کی ٹھنڈگ میرے بیٹھے... میرے بیٹھے۔

.. روشنار ہا ہے؟ اور سے ہم نہ پادھ دیں کام نہ کریں گے تو مالدار آسامی کیسے

کہلائیں.... مالدار آسامی ہیں تو تجھے بہترین ادل نمبر سکول میں ڈالا ہوا

ہے ناں.... اور پھر کہڑے بھی اس دکان سے لے کر پہناتے ہیں جہاں سے

وہ سارے انجینئر اور افسروں غیرہ اپنے بیٹوں کے لیے خریدتے ہیں.... اور

روشنار ہا ہے؟

کندھے سے ہٹا کر دیکھتے ہے۔ مُراد سویا ہوا ہے۔ مُسکرا کر لٹھا رہتا ہے۔ پھر لوٹلی کھول

کر شلغم چھینتے لگتا ہے۔ مگر پھر کچھ سوچ کر اٹھتا ہے اور پانی کا ایک گلاس پی کر سو

جاتا ہے....

CUT

صبح کی اذان۔ روشن جا گتا ہے۔ بکیل سے لگکی مشک اٹھا کر اسے فرش پر بچھاتا ہے۔

پھر اس پر ہاتھ رکھ دیتا ہے۔

روشن :- بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ اے رب ہمیشہ کی طرح آج بھی بُجھے سے روزی
کا طلب بکار ہوں۔ چھوکر

اسے ہلکا رکسنا۔ میرا بوجہ کم کرنا۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔

مشک اٹھا کر کاندھے پر ڈال لیتا ہے۔ مُراد گروٹ لیتا ہے۔

مُراد :- آپ آپ ہر صبح مشک اٹھانے سے پہلے بسم اللہ کیوں پڑھتے ہیں۔

روشن :- یہ ہم ماشینکیوں کا دستور ہے بیٹھے۔ اس طرح برکت ہوتی ہے۔ ہمارے
بڑے بوڑھوں میں ایسے لوگ بھی تھے جن پر اللہ پاک اتنا مہربان تھا کہ
ان کی بھری ہوئی مشکوں کو موتیے کے پھول سے بھی ہلکا رکھتا تھا۔

مُراد :- وہ بھی ننگے پاؤں پانی پھرتے تھے۔

روشن :- ہاں۔ پانی پاک ہوتا ہے۔ اور پاک چکر پر آدمی ننگے پاؤں ہی جاتا ہے۔
لیکن تو کیوں اٹھ کر بیٹھ گیا ہے صبح سویرے.... ابھی سوچا تھوڑی ویرز
شاپاش۔ میں چاچے حلوائی کو بھگتا کے آتا ہوں۔

ننکے سے مشک بھرتا ہے اور حلوائی کی دکان پر جا کر اس کی دکان میں پانی ڈالتا ہے بستائی
کر داتا ہے۔ بگڑا، ہیوں اور مٹی کے مشکوں میں پانی ڈالتا ہے۔

حلوائی :- پیشہ ہم دونوں نے مشکل چنانا ہے۔ روشن دین۔

روشن :- میرا توجہ دی پشتی کام ہے چاچے.... پیشہ تو میرا بیٹھا چنے لگا پڑھ دکھ کر۔
اسی کے لیے تو گاؤں چھوڑ کر شہر کے ایک ڈر بے میں بندہ ہو گیا ہوں۔ اور
پھر دیسے بھی ہمارا پیشہ اب سوکھ رہا ہے۔ ختم ہو رہا ہے۔ رب بھدا کرے
اس پانی کے ننکے کا دوسرا تیسرا منزل پر رہنے والے تو سوکھے ہی
رہتے ہیں اور ہماری روزی لگی، ہوئی ہے یا پھر تم جیسے یا رہیں ہیں جو

کرم کر دیتے ہیں۔

حلوائی :- اللہ پاک کرم کرنے والا ہے روشن۔ جتنا پانی ہمیں درکار ہوتا ہے نا۔
جس سویرے اس کے لیے تو شیوب ویل بھی لگوا لیں تو گذارہ نہ ہو... رات

دیر سے آیا تھا؟

روشن :- ہاں بس... .

حلوائی :- مراد آیا تھا دودھ پینے۔ تو اسے پیسے دے کر کیوں جھیجتا ہے۔ میرا کوئی حق نہیں اس پر؟

روشن :- لے چاچے تو مجھ سے مفت ہیں پانی بھروالیا کرتے تو میں بھی....

حلوائی :- سکینی باتیں ہی کرتا ہے یا رہ اور سُن۔ سچ پچ بتا دے رات کو دیر سے کیوں آیا تھا؟

روشن :- اب تو کینی باتیں کر رہا ہے۔ بڑی کالونی میں ایک مکان کا بیٹھ رہا
رہا تھا وہاں لگا رہا۔ بھروالی پر بس نہ ملی تو پیدل آنا پڑا۔

حلوائی :- ہاں شہر بہت پھیل رہا ہے۔ جہاں زمین کا نکڑا خالی نظر کئے ایک بیٹ
لوگ کالونی پلاسٹ بیجنے لگتے ہیں۔

روشن :- انہاڑی ماشکی ہوناں تو اس کی مشک بہت چھوٹ جاتی ہے مگر اس
میں پانی کم ہوتا ہے اور ہوا زیادہ۔ شہر بھی اس طرح پھیل رہا ہے۔ لے
پھٹ بھی بھر گیا ہے۔ اب بھی چھوٹے مشکوں کے بدرے میں حلوجہ پورے
دے دے۔ مراد انتظار کر رہا ہو گا:

حلوائی :- یہ لے۔ مراد پڑھ لکھ کر توکر ہو جائے نا۔ تو اس مشک کے نکڑے
سکٹ کر مخلے کے بچوں میں بانٹ دینا۔

روشن :- نہ چاچے۔ بس اس میں جان نہیں ہے ورنہ تو اس نے مجھے ایک ماں

کی طرح اپنے بینے سے لگائے رکھا ہے۔ یہی تو ہم باپ بیٹوں کے پیٹ کی
پیاس سمجھاتی ہے۔ مُراد کی نیس ادا کرنی ہے بکوٹھری کا کراپہ دیتی ہے۔
ناں چاچے۔ مُراد جب بڑا افسر ہو گا تو اسے اس کے ڈرینگ روم میں
سجاوں گا۔ تاکہ اسے یاد رہے کہ اسے بڑا بنانے والا کون تھا۔
ہنس کر نوا بھی تو آسمان پر بادل چھائے ہیں۔ پہلا قطرہ بھی نہیں گرا اور میں
دھواں دار بارش کے خواب دیکھنے لگا۔

— ۳۴ —

کمرے میں آتا ہے۔ مُراد کو صلوہ پُوری کھلدا تاہے جو اس دوران سکول جانے
کے لیے تیار ہو چکا ہے۔ اُسے سکول لے کر جاتا ہے۔ پھر دو تین شات اس کی
مصدر فیٹ کے اور پھر ڈیڑھ بجے وہ مُراد کو لینے جاتا ہے۔ مُراد کی انگلی پکڑتا ہے اور
واپس آ رہا ہے۔ پچھے پچھے دنوجوان لڑکے آ رہے ہیں۔ لڑکے آواز دیتے ہیں۔
نوجوان مٹ:- ارے اد بھائی... اوسے میاں....
ردشن ٹھہر جاتا ہے۔

نوجوان مٹ:- کون ہوئم...

نوجوان مٹ:- کہاں سے آ رہے ہو؟

روشن:- یہیں... یہیں روشن ماشکی ہوں جی اور...

نوجوان مٹ:- اور یہ لڑکا کیا لگتا ہے تمہارا۔

روشن:- دیکھتے ہوئے، آپ کا کیا خیال ہے باوڈ کہ کیا لگتا ہے۔

نوجوان:- (ضنزیہ)، بیٹا ہو گا تمہارا۔

ردشن:- ہاں۔

نوجوان:- ہاں۔ تمہارا ہی لگتا ہے۔ وہی صاف سخن رکھ رہے، وہی صورت شکل

انگریزی سکول میں پڑھا رہے ہو؟

روشن :- جی ہاں...

نوجوان :- جی ہاں کے بچے۔ بچے کو انوار کر رہے ہو چلو تھانے۔ قہر خدا کا دن دیاڑے
معصوم کو لیے جا رہا ہے۔

روشن :- (قدر سے پریشان ہو کر) نہیں باوجی غلطی لگی ہے آپ کو خون کے رشتے
سکانڈاڑہ کپڑوں سے تو نہ لگائیے۔ میرا بٹیا ہے۔ کیوں مراد ہیئے؟

مراد :- ہاں آباجی۔ یہ میرے آباجی ہیں۔

نوجوان :- دیکھو اس معصوم کو کتنا ڈرا کھا ہے۔ کیوں ہیئے۔ اس نے کہا تھا کہ ہاتھ
پاؤں توڑ دوں گا۔ اگر....

مراد :- میرے آباجی ہیں۔

روشن :- بھی یہ نہیں مانیں گے۔ اہان کا قصور بھی نہیں ہے۔ (اپنے کپڑوں کی
طرف دیکھتے ہوئے) چلو ٹھیک ہے ان کی سیر ہو جائے گی۔ آئیے میرے ساتھ۔

— CUT —

صدائی کی دکان پانار میں۔ وہ نوجوان جیسے پوچھ چکے ہیں۔ معدست بھری نظر دیں
سے روشن کو دیکھتے ہوئے چلے جاتے ہیں۔

حلوائی :- یا تو اسے اتنا بنا سنوار کرنے بھیجا کردا یا پھر خود کام کے کپڑے پہنا کر۔

روشن :- سوٹ پہن کر پانی بھرا کر دیں۔

حلوائی :- تو پھر بھگنا کر۔ ہر دوسرے دن کوئی نکوئی تبری گرد دیوچے چل آ رہا
ہوتا ہے۔

روشن :- چاچے پانی کا قیدی ہو کر اچھے کپڑے کیسے پہن لوں۔ جو قی پہن کر
تو جاتا ہوں۔

حلوائی :- بڑا احسان کرتے ہو مُراد پر سُکم اذکم مشک تو اتارہ کر کیں رکھا آیا کرو۔

روشن :- (کھسیانا ہو کر) یہ کندھ سے سے اتار دوں تو فرائی کھانے لگتا ہوں بسیدھا نہیں چلا جاتا، چل دودھ پلا مُراد کو۔

حلوائی :- (ہنس کر) کتنی مشکوں کا۔

— ۳۱۴ —

کوٹھڑی میں۔ روشن زمین پر بیٹھا مشک گانٹھ رہا ہے۔ مُراد چارپائی پر بیٹھ رہا ہے۔

مُراد :- آبا، یہ طوفانِ نوح کیوں آیا تھا۔

روشن :- حضرت نوحؑ کی قوم سیدھے راستے پر نہیں چلتی تھی۔ اللہ میاں تے پانی کا عذاب بیسج دیا۔

مُراد :- مگر آبا آپ تو کہتے ہیں پانی اللہ میاں کی رحمت ہے۔ پاک شے ہے۔

روشن :- بندہ پاک ہو تو پانی بھی پاک رہتا ہے۔ دردناک عذاب بن جاتا ہے دیکھوں اگر مشک اس کھال کی بنی ہو جو حلال کیے ہوئے جانور کی ہوتی ہے تو اس کا پانی پاک دردناک.....

مُراد :- (انٹھ کر) آبا طوفانِ نوحؑ میں ماشکیوں کا کام تو نہیں ہو گیا ہو گا میں اسے کندھ سے پراٹھا کر دیکھوں۔

روشن :- (خوش ہو کر) ہاں ہاں کیوں نہیں۔

مُراد بڑی مشکل سے کندھ سے پراٹھا تاہے۔ ادھر ادھر گھومتا ہے۔ جیسے پانی دے رہا ہو....

روشن :- مُتحقی مضبوط رہنی چاہیئے، مگر کو ایک دم مت جھکاؤ۔ آہستہ آہستہ۔ (ایک دم سنجیدہ ہو کر اٹھتا ہے۔ اور مُراد کے کندھ سے سے مشک اتار لیتا ہے،)

مُراد :- کیا ہوا آبا؟

روشن :- جو انسان ایک مرتبہ انٹھا لے وہ ہمیشہ کے لیے جُھک جاتا ہے۔ میں تجھے ایک سرروں کے درخت کی طرح سیدھا دیکھنا چاہتا ہوں۔ میں چاہتا ہوں کہ ہمارے نازدک میں آخری جھسکا ہوا آدمی میں ثابت ہوں۔ ہم بھی سراٹھا کر چارچوپنیرے دیکھیں کہ دنیا کیسی ہے۔

مُراد :- آبا آدمی جُھک کیوں جاتا ہے؟

روشن :- بیٹھے ایک اچھی مشک تجھی بنتی ہے اگر کھال میں کوئی ٹنک نہ ہو۔ کوئی سوراخ نہ ہو۔ اللہ میاں نے سب کی کھال کو بے داع نہ بنا یا سے۔ پھر کچھ لوگوں کی کمینگیاں اور لاپتھ ان کی کھالوں میں سوراخ کر دیتی ہیں۔ ان سوراخوں میں سے ان کے حصے کا بوجھہ بہہ جاتا ہے جو دوسروں کو انٹھانا پڑتا ہے۔ اور وہ جُھک جاتے ہیں۔

مُراد :- آبا آپ نے اب کام پر نہیں جانا؟

روشن :- نہیں آج میں تیرے پاس رہوں گا، رات دیر سے آیا تھا، فیں دے آیا تھا؟

مُراد :- ہاں آبا۔ اور پتہ ہے میں کلاس میں واحد لڑکا ہوں جو پورے وقت پھرہر ماہ نیس جمع کروتا تھا۔ ایسا میں رابیاں کے گھر چلا جاؤں کھیلنے کے لیے۔

روشن :- میں تو تیرے یہے۔ خیر چلا جا، گھر جلدی آبانا، پھر دنوں باپ بیٹا پہنچ کر ہانڈی پکائیں گے۔ اور ٹھہر۔ (اٹھ کر پانی کا محلہ دیتا ہے) لے پی لے

مُراد مُندہ بناتا ہے۔ اور روشن خود ہی ایک گھونٹ بھر کر رکھ دیتا ہے۔

روشن :- اچھا جلدی آجائنا۔

وابس آگر مشک گانٹھنے لگتا ہے۔

— CUT —

ایک مونتاڑ روشن کی زندگی کا چھوٹے برتنوں سے بڑے مٹوں ٹکس بھرتے ہیں۔ روشن کی مٹھی کھلتی ہے۔ اجرت ملتی ہے۔ یہی مٹھی کو ٹھری یہیں مراد کی پھیلی ہوئی تھیں میں کھلتی ہے۔ مونتاڑ - پھر مٹھی۔ مونتاڑ - پھر مٹھی۔ مراد، تھیں بند کر دیتا ہے۔ اور کیمیرہ آہستہ آہستہ اس پر جاتا ہے۔ دہ جوان ہو چکا ہے۔

روشن :- بیٹے ایم اے تو تم نے پاس کر دیا ہے اب کون سے امتحان کے بیٹے فیس داخلہ چاہئے ...

مراد :- نہا پڑا ایم اے کرنے سے آج کل کیا ہوتا ہے۔ آپا پرائیویٹ فرمن میں قوباپ کا نام اور کام دیکھ کر نوکریاں ملتی ہیں۔ میں مقابلے کے امتحان میں بیٹھنا چاہتا ہوں۔ شاید قسمت دہاں ساتھ دے جائے۔

روشن :- دہاں باپ کا نام اور کام نہیں پوچھتے۔

مراد :- انڑدیو میں پوچھتے ہیں میکن اگر تحریری امتحان میں نہ راچھے ہوں تو اتنا زیادہ فرق نہیں پڑتا۔

روشن :- پڑتا ضرر ہے دمراد کندھے اچکاتا ہے، تو پھر یہ مت کہنا ناکہ تیرا باپ ماشکی ہے کہنا کہ پانی کے نکھے میں ہے۔ بلکہ سپلائی کے عکھے میں میکن تھیں جھوٹ بولنے کی کیا ضرورت ہے۔ جھلکے ہوئے لوگ جھوٹ نہیں بولتے۔ کہہ دینا کہ میرا باپ ماشکی ہے۔ اس کا باپ بھی ماشکی تھا۔ مگر یہی سردا کا بوٹا ہوں۔ کیونکہ میری جڑ دن کو حق حلال کی روزی کا پانی ڈال کر سینچا گیا ہے۔ یہ تو فخرگی بات ہے بیٹے۔

مُراد :- میرے یہ تو ہے آبا۔ لیکن آپ نے ضرور ڈھول بجا کر اعلان کرنا ہے کہ، ہم ماشکی ہیں۔ اس روز بھی جب میرے دوست مجھے ملنے آئے تو آپ نے یہی باتیں چھپڑدیں کہ کون سے چڑھے کی مشک چھی بنتی ہے۔ اور اس کی سلائی کے یہی کون سادھاگا استعمال کرنا پڑا ہے۔

روشن :- مجھے جو باتیں آتی ہیں وہی کر سکتا ہوں۔ میں نے جو کسب کیے ان کا ذکر ہی کر سکتا ہوں تو نہ لایا کہ اپنے دوستوں کو داکھلوں ہیں نہیں،

مُراد :- ادھوا آبا۔ میرا یہ مطلب نہیں تھا مجھے معاف کر دیں۔ قسم سے آپ کہیں نا تو میں اب بھی مشک اٹھالوں اس طرح ہیں پہلا ایم اے پاس ماشکی ہوں گا، مجھے معاف کر دیں۔

روشن :- جا... جاکر نہیں جمع کر دادے۔ رب تھا تجھے اس امتحان میں بھی پاس کرے۔

مرا د جانے لگتا ہے۔

روشن :- اور سن۔ (پانی کا گلاس بھر کر دیتا ہے) یہ پی لے۔ سائیکل چلاتے وقت پیاس لگے گی۔ (مرا د پانی پیتا ہے۔ اور سائیکل نکال کر باہر چلا جاتا ہے)

— ۲۶ —

رات کا وقت۔ مُراد سائیکل پر حلوائی کی دکان کے قریب سے گزرتا ہے۔ "سلام چاچے" پھر کوٹھڑی کے دروازے پر لکرتا ہے۔ دروازہ بند ہے۔ سامنے دیکھ کر دہاں جاتا ہے۔ رابیاں جھاڑ دے رہی ہے۔ مُراد ناک پر ردمال رکھ کر کھڑا رہتا ہے۔ دہ پاس آ کر اور پھر دیکھتی ہے۔

رابیاں :- (دد پڑہ اور ہکر) تم مُراد۔ بڑے دنوں کے بعد آئے ہو۔

مُراد :- مقابلے کے امتحان کے یہی بڑی پکی تیاری چاہیے۔ سارا دن لا بیربری میں

بیٹھا رہتا ہوں۔ اب بھی وہیں سے آرہا ہوں۔ چاچا، چاچی کہاں ہیں۔

راہبیاں :- کسی شادی پر گئے ہیں۔

مُراد :- اور تجھے گھر چھوڑ گئے ہیں۔

راہبیاں :- کبھی نہ کبھی تو چھوڑتے ہی جاؤں گی۔ مراد تو کب تک فارغ ہو جائے گا پڑھاتی سے۔

مُراد :- رائے شک کی نظر میں سے دیکھتا ہے، کیوں پوچھتی ہے؟

راہبیاں :- چاچے روشن نے کہا تھا کہ جب تو پڑھاتی سے فارغ ہو جائے گا۔

مُراد :- تو کیا؟

راہبیاں :- تو پھر۔

مُراد :- پھر؟

راہبیاں :- (موضع بدل کر) ردمال کیوں رکھا ہے اپنے ناک پر۔ بُوآتی ہے ہمارے گھر میں سے۔

مُراد :- اسے نہیں۔ وہ تم اتنی دھول اٹھا رہی تھیں کہ— ہاں پچ آپا نہیں آیا ابھی تک کچھ کہہ گیا تھا؟

راہبیاں :- ہاں کہتا تھا ایک شاپنگ سنٹر کی چھت پڑ رہی ہے۔ دیر سے آؤں گا۔

مُراد کو کھانا کھلادیتا۔ لاوں؟

مُراد :- سیا۔

راہبیاں :- کھانا نہیں کھاؤ گے؟

مُراد :- نہیں۔ میرا مطلب ہے مجھے بیوک نہیں ہے۔ ایک گلاس دودھ پی لیتا ہوں۔

راہبیاں :- ہیں نے تو آٹو کی ٹکیاں بنائی تھیں۔